ابصار احمد

حکم و عبر

بعض تجدّد پسند حلقوں اور افراد میں یہ خیال عام ہے کہ اسلام کی اصل روح بعض عالمگیر اخلاقی اقدار مثلاً انصاف، صداقت، سماجی بھلائی، دیانت، رواداری، اخوّت اور صلۂ رحمی وغیرہ سے متعلق ہے۔ اور ان پر ایک یہودی، عیسائی، ہندو یا ملحد بھی عمل پیرا ہو کر ایک مسلمان کی طرح قابلِ ستائش انسان بن سکتا ہے۔ بلکہ وہ غیر مسلم افراد جو اپنے عمل میں ان اقدار کا مظاہرہ کرتے ہیں ان مسلمانوں سے بہتر ہیں جو مخصوص اسلامی الہیاتی عقاید رکھنے کے باوجود ان فضائلِ اخلاق پر کاربند نہیں ہوتے۔ خود راقم الحروف کو یونیورسٹی کے پوسٹ گریجویٹ شعبہ فلسفہ میں تعلیم اور بحث و تمحیص کے دوران چند سنجیدہ طلباء کی طرف سے اس نظریئے کی برملا تائید میں خیالات سننے کا اتفاق ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف ان حضرات کا یہ خیال دینِ اسلام اور اس کے بنیادی تصوّرات سے لاعلمی پر مبنی ہے تو دوسری طرف اخلاقیات کے بھی فلسفیانہ اعتبار سے ایک نامکمل اور غیر منطقی تصوّر کی غمازی کرتا ہے۔ بعض عصری فلسفیانہ موشگافیوں کے زیرِ اثر ان لوگوں کا مذہب کے متعلق جو تصوّر بنتا ہے وہ یہ ہے کہ مذہب، اعلیٰ اخلاق اور متعلقہ جذبات و احساسات کا نام ہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس ضمن میں ان کی راہنمائی کئی مغربی مفکّرین اور اہلِ دانش کرتے ہیں۔ جن میں سرِفہرست مشہور انگریز مصنّف میتھیو آرنلڈ کا نام آتا ہے۔ آرنلڈ مذہب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"Religion is ethics heightened enkindled, lit up by feeling" ——

یعنی مذہب اصلاً ان اخلاق سے عبارت ہے جن میں جذبات اور احساسات کی آمیزش ہو۔ لاریب دنیا کے تمام مذاہب کا اخلاقی تعلیمات کے ساتھ ساتھ چولی

دامن کا ساتھ ہے اور ہر مذہب میں بعض افعال کو فضائل اور بعض دوسرے افعال کو رذائل کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن مذہب اور اخلاقیات کو ہم معنی سمجھنا یقیناً ایک علمی گمراہی ہے۔ جو ہمارے نوجوانوں نے مغربی مفکّرین کی اندھی تقلید کے تحت قبول کی ہے۔ اگر وہ معروضی انداز میں اسلام کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ دینِ اسلام کی اساس ایمان باللہ ہے۔ یعنی ایک حیّ و قیّوم خدا پر ایمان اور اس کے ساتھ انتہائی محبّت کی روش۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اساس اخلاقی اعمال سے پہلے آئی ہے۔ بالفاظِ دیگر دینِ اسلام کی روح اخلاقی رویّے سے زیادہ گہری بلکہ اس سے مقدم ایک داخلی ایمانی کیفیت پر مبنی ہے۔ یہ ایمان و ایقان خالقِ کائنات پر ہوتا ہے، صرف ایک مفروضے کی حیثیت سے نہیں بلکہ تعلق مع اللہ اور انابت الی اللہ کی پوری شدّتِ احساس کے ساتھ۔ ایمان کی اس حالت میں ان لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبّت تمام دوسری محبّتوں پر غالب آجاتی ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں کہا گیا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (آیت ۱۶۵)

"جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا کو ہی سب سے زیادہ دوست رکھنے والے ہیں۔"

ایک سچّا مسلمان اور مومن اپنے ہر ہر عمل سے گواہی دیتا ہے کہ وہ ایک علیم و خبیر ہستی کے وجود کا نہ صرف اقرار کرتا ہے۔ بلکہ اس ذات کو اپنی محبّت، عقیدت اور عبادت کا محور جانتا ہے اور اسے ہر اعلیٰ صفت سے متّصف مانتا ہے۔ چنانچہ اسلامی نقطۂ نظر سے ایک اخلاقی [illegible] مفہوم میں اخلاقی اسی وقت ہوگا۔ جب اس کی تہہ میں اللہ پر ایمان اور [illegible] کا جذبہ کارفرما ہو۔ اور یہ کام صرف اسی تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انجام دیا جائے۔ [illegible] بنیادی غرض پیشِ نظر نہ ہو۔ اسی کی وضاحت اس مشہور حدیثِ نبویؐ سے ہوتی ہے [illegible] کے مطابق تمام اعمال کی قدر و منزلت کا انحصار نیت پر ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف اکثر تجدّد پسند مسلم حضرات قرآن کو منزّل من اللہ ماننے [illegible] انکار نہیں کرتے لیکن بایں ہمہ اس کتاب کے مندرجات پر غور بھی نہیں کرتے۔ اگر وہ مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کا بغور مطالعہ کریں تو محولہ بالا خیال کا باطل ہونا خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا

"اے نبیؐ! ان سے کہو کیا ہم تمہیں بتائیں

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ـ
(الکہف : ۱۰۴)

کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے ناکام و نامراد کون لوگ ہیں۔ وہ لوگ ہیں، وہ لوگ کہ جن کی ساری سعی و جہد بھٹک کر رہ گئی۔ دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔"

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ـ
(الکہف: ۱۰۵)

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کے حضور پیشی کا انکار کیا۔ پس ان کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔"

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ـ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا ـ
(النور : ۳۹)

"اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشتِ بے آب میں سراب کو پیاسا، پانی سمجھے ہوئے تھا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ٥
(ابراہیم: ۱۸)

"جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو۔ وہ اپنے کمائے کا کچھ بھی پھل نہ پا سکیں گے۔ یہی ہے پرلے درجے کی گمراہی (ضلالت)"

جہاں تک فلسفہ اخلاق کا تعلق ہے، اس میں شک نہیں کہ مذہبی عقیدے کے بغیر بھی 'انسان دوستی' (Humanism) کے مسلک پر چل کر ایک شخص اخلاقی اعتبار سے ایک حد تک ترفع حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اعلیٰ ترین اخلاقی زندگیوں کے جتنے نمونے مذہبی افراد نے پیش کئے ہیں اس کا عشر عشیر بھی دوسرے گروپ کے افراد پیش نہیں کر سکتے۔ یہاں تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ تاریخ فلسفۂ اخلاق

سے شغف رکھنے والے حضرات ان متعدد مفکرین کے خیالات سے واقف ہیں۔ جنہوں نے انسانی کی اخلاقی حس کو مذہبی شعور کا ایک اہم جزو تصوّر کیا ہے۔ ممکن ہوا تو انشاءاللہ آئندہ اسی سلسلۂ گفتگو کو آگے بڑھایا جائے گا۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہم ایک بار پھر دو ماہ یعنی نومبر اور دسمبر کا اکٹھا پرچہ شائع کر رہے ہیں۔ قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسی کام کے آغاز میں بہت سی مشکلات حائل ہوتی ہیں۔ ہم ان پر جلد از جلد قابو پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہماری انتہائی کوشش ہوگی کہ (انشاءاللہ) جنوری ۸۳ء سے یہ باقاعدگی سے ہر ماہ شائع ہو۔ ہم قارئین سے اس سلسلے میں دعا کے طالب ہیں۔ چونکہ انجمن خدام القرآن لاہور کے تحت ایک ماہانہ جریدہ "میثاق" بھی شائع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ "میثاق" ہر ماہ کی یکم اور "حکمتِ قرآن" ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو سپردِ ڈاک کیا جائے گا۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

اس شمارے کے بعض مضامین بھی ان مقالات پر مشتمل ہیں جو گذشتہ "قرآنی محاضرات" کے سلسلے میں قرآن اکیڈمی میں پیش کئے گئے۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین انہیں مفید اور فکر انگیز پائیں گے۔